تنقید و تبصرہ

شاہ محمد غوث گوالیاری

از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے
صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج میرپورخاص (سندھ)

برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی بزرگ شاہ محمد غوث گوالیاری کا بابر، ہمایوں اور اکبر اعظم کا زمانہ تھا۔ آپ سنہ ۹۰۶ھ / ۱۵۰۱ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء میں آپ کا انتقال ہوا، آپ نے اپنی تصنیف اوراد غوثیہ میں ۴۳ سال کی عمر تک کے اپنے حالات زندگی مختصراً یوں لکھے ہیں۔

"اس درویش نے سات سال کی عمر میں راہ طریقت میں قدم رکھا۔ نو سال کا تھا تو معرفت حاصل ہوئی۔ پندرہ سال کی عمر میں رہنمائی کر رہا تھا۔ بائیس سال کی عمر میں معراج ہوئی۔ پچیس سال کی عمر میں طالبان طریقت کو ہم آہنگ بنا رہا تھا۔ تینتیس سال کی عمر میں تو مرجع خاص و عام ہو گیا تھا اور مقتدی و پیشوا بن گیا تھا۔ چالیس سال کی عمر میں بادشاہوں سے کچھ اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سفر اختیار کیا اور ملک گجرات پہنچا۔ یہ اوراد (غوثیہ) قلعہ چاپانیر میں لکھے گئے ..... ان اوراد کو لکھتے وقت اس درویش کی عمر تنتالیس سال تھی۔"

زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے بڑی تحقیق و تفصیل سے شاہ محمد غوث گوالیاری کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی "اولاد امجاد"، آپ کی "تصانیف" اور آپ کے "خلفائے کبار" کے حالات بھی اس کتاب میں آ گئے ہیں۔ آخر میں "اشاریہ" اور "کتابیات" ہے غرض اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، اور مصنف نے ہر لحاظ سے تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔

بابر بادشاہ کی فوج کا گوالیار کے قلعہ پر شاہ محمد غوث کی مدد سے قبضہ ہوا اور اس طرح

شاہان مغلیہ کے ساتھ آپ کے اور آپ کے خانوادہ کے تعلقات کا سلسلہ قائم ہوا۔ شیر شاہ کے خلاف آپ نے ہمایوں کا ساتھ دیا، اور جب شیر شاہ بادشاہ بنا، تو آپ گوالیار سے گجرات چلے گئے، اکبر اعظم کے برسر اقتدار آنے پر آپ آگرہ تشریف لائے، اور آپ کے انتقال کے بعد اکبر نے ۱۰۰۸ھ ۱۵۹۹ء پر آپ کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ بنایا۔ بابر نے اپنی تزک میں آپ کا ذکر کیا ہے، ہمایوں بھی آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اور آپ سے اس کی خط و کتابت تھی۔ جہانگیر آپ کے خلیفہ شیخ وجیہ الدین کے روضے کی زیارت کے بعد لکھتا ہے۔

"شیخ وجیہ الدین، شیخ محمد غوث کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے، جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے۔ شیخ محمد غوث سے شیخ وجیہ الدین کی ارادت و عقیدت سے، خود شیخ محمد غوث کے بزرگ و برتر مرتبے کا پتہ چلتا ہے"

شاہان ہند سے ان تعلقات کے ساتھ ساتھ عوام و خواص میں بھی آپ کی بڑی مقبولیت تھی، عبدالقادر بدایونی آپ کے بارے میں اپنا ایک چشم دید واقعہ یوں بیان کرتا ہے۔

"۹۶۶ھ میں فقیر نے آگرے کے بازار میں دور سے (شیخ محمد غوث) کو دیکھا تھا (گھوڑے پر سوار تشریف لے جا رہے تھے اور چاروں طرف لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہاں سے کسی کا گزرنا محال تھا۔ ..... سنہ مذکور میں آپ گجرات سے آگرے تشریف لائے تھے"

صاحب طریقت کے ساتھ ساتھ شاہ محمد غوث صاحب تصانیف بزرگ بھی تھے، گلزار ابرار میں آپ کی ان آٹھ کتابوں کا ذکر ہے۔ (۱) جواہر خمسہ (۲) اوراد غوثیہ (۳) ضمائر (۴) بصائر (۵) بحر الحیات (۶) کلید مخزن (۷) کنز الوحدۃ۔ بحر الحیات سنسکرت کی کتاب امرت کنڈ کا ترجمہ ہے، اس کے متعلق گلزار ابرار کے مصنف محمد غوثی ۱۰۲۲ھ ۱۶۱۲ء میں لکھتے ہیں :-

"جریدۂ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ۔ اس میں باطنی اعمال، تصوری اشغال، پاس انفاس کا ذکر نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہیں، جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے، جوگیوں اور سنیاسیوں کی دو جماعتیں ہنود کے ریاضت مند گوشہ نشینوں اور رہبانوں کی سرگروہ ہیں اور انہیں اشتغال و اذکار کی برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہنچ کر سائلوں کے ضمیروں کی چیستاں پر اطلاع حاصل کرتی ہیں۔ آپ نے

ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے، اخذ کر کے فارسی لباس پہنایا ہے۔ اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجائے اس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن میں ڈال دی ہے۔ نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیوں کے اذکار و اشغال سے تطبیق دی ہے۔"

یوں بھی شاہ محمد غوث صلح کل مشرب رکھتے ہیں۔ عبدالقادر بدایونی آپ کے اس مسلک کے متعلق لکھتا ہے "جس کسی کو بھی دیکھتے یہاں تک کہ کفار کے لئے بھی تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بعض صوفیاء کچھ ان پر ملامت کرتے تھے اور ان کی ولایت کے منکر ہو گئے تھے۔ والغیب عنداللہ.... معلوم نہیں آپ کی کیا نیت ہو گی۔"

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اس کتاب پر بڑی محنت کی ہے اور حق الوسع شاہ محمد غوث گوالیاری کے سوانح حیات کا کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا، جس کے متعلق پوری تحقیق نہ کی ہو۔ کتاب ٹائپ میں چھپی ہے، اور بڑے اہتمام سے نفیس کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ ضخامت دو سو صفحے سے کچھ زیادہ ہے۔ قیمت مجلد ۵۰/۷ روپے۔

اگرچہ صاحب موصوف نے "سرآغاز" میں بعض مشہور صوفیائے کرام کا ذکر کیا ہے لیکن ضرورت تھی کہ سلسلۂ شطاریہ کا جس سے کہ شاہ محمد غوث منتسب تھے قدرے تفصیل سے ذکر ہوتا۔ اور اس سلسلے کے جو خصوصی اذکار و اشغال ہیں، ان پر زیادہ روشنی ڈالی جاتی۔ ظاہر ہے اس پس منظر میں شاہ محمد غوث کی شخصیت کو سمجھنے میں مزید مدد مل سکتی تھی۔

دوسری تشنگی جو اس کتاب کو پڑھ کر محسوس ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستان کے جس تاریخی دور میں شاہ محمد غوث گزرے ہیں اس ضمن میں جن سیاسی حالات سے ان کو سابقہ پڑا، اس کے متعلق کتاب میں کچھ نہیں ملتا اور اس کی وجہ سے ان کی شخصیت خلاء میں معلق سی نظر آتی ہے۔

ایک عرض اور ہے۔ خود مصنف کو اعتراف ہے "شاہ محمد غوث کی رواداری اور وسعت قلبی کا یہ عالم تھا کہ مسلمان تو مسلمان ہندوؤں کے لئے تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے اسی سلسلہ میں مصنف نے شیخ علی بھوانی کی زبانی شیخ فضل عباس کا یہ قول نقل کیا ہے

"الفتوۃ ان لا تمیز من یأکل عندک مومن اوکافر صدیق او عدو۔"